ALLAMA IQBAL OPEN UNIVERSITY

USMAN NOTES
www.usmannotes.com

Name:

Registration No.:

Course Code: 472

Program: B.A. / Associate Degree

Semester: Autumn 2026

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

کورس: قرآن حکیم (472) • سطح: بی اے / ایسوسی ایٹ ڈگری

سمسٹر: خزاں 2026

امتحانی مشق نمبر 1 (یونٹ 1 تا 4)

کل نمبر: 100 • کامیابی کے نمبر: بی اے 40، اے ڈی 50

حل شدہ اسائنمنٹ گائیڈ

(مطالعہ و حوالہ کے لیے)

USMAN NOTES www.usmannotes.com

نوٹ: یہ گائیڈ صرف مطالعہ اور حوالے کے مقصد کے لیے تیار کی گئی ہے۔ طلبہ کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ کورس کی کتاب کے متعلقہ یونٹس غور سے پڑھیں، آیات کے مفاہیم کو اچھی طرح سمجھیں اور پھر مشق اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔ کل نمبر 100 ہیں؛ ہر سوال کے نمبر اس کے ساتھ درج ہیں۔

سوال نمبر 1: سورہ فاتحہ کا ترجمہ اور اس کی تعلیمات کا جامع خلاصہ (20 نمبر)

سوال نمبر 1: سورہ فاتحہ کا ترجمہ کریں اور اس میں بیان ہونے والی تعلیمات کا جامع خلاصہ تحریر کریں۔ (20)

تعارف

سورہ فاتحہ قرآن مجید کی پہلی سورت ہے اور اسے نماز کی ہر رکعت میں پڑھا جاتا ہے۔ فاتحہ کے معنی کھولنے والی کے ہیں، کیونکہ اسی سے قرآن کا آغاز ہوتا ہے اور یہی سورت پورے قرآن کے مضامین کا دروازہ اور خلاصہ ہے۔ اسی لیے اسے ام القرآن یعنی قرآن کی ماں اور بنیاد، السبع المثانی یعنی بار بار دہرائی جانے والی سات آیات، اور الشفاء وغیرہ

ناموں سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور اس کی سات آیات میں توحید، عبادت، ہدایت اور دعا کا وہ جامع پروگرام موجود ہے جس کی تفصیل آگے پورے قرآن میں بیان ہوئی ہے۔ ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس نے نماز یعنی سورہ فاتحہ کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کر دیا ہے، اور بندے کے لیے وہی ہے جو وہ مانگے۔ اس تمہید سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہ چھوٹی سی سورت دراصل بندے اور اس کے رب کے درمیان ایک مکمل مناجات اور عہد ہے، جس کا ترجمہ اور مفہوم سمجھنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔

سلیس ترجمہ

آیت نمبر 1: اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان، نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ آیت نمبر 2: تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ آیت نمبر 3: جو بڑا مہربان، نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ آیت نمبر 4: جو بدلے کے دن یعنی قیامت کے دن کا مالک ہے۔ آیت نمبر 5: اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ آیت نمبر 6: ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت عطا فرما۔ آیت نمبر 7: ان لوگوں کے راستے کی جن پر تو نے انعام فرمایا ہے، نہ ان لوگوں کے راستے کی جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ گمراہوں کے راستے کی۔ یہ ترجمہ سلیس اور رواں زبان میں پیش کیا گیا ہے تاکہ ہر آیت کا مفہوم آسانی سے سمجھ میں آ جائے۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی آیات میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اس کی صفات بیان ہوئی ہیں، درمیان کی آیت میں بندے کا اپنے رب سے عہد و پیمان ہے، اور آخری آیات میں وہ عظیم دعا ہے جو انسان کی سب سے بڑی ضرورت یعنی ہدایت سے متعلق ہے۔

تعلیمات کا جامع خلاصہ: توحید اور اللہ کی صفات

سورہ فاتحہ کی پہلی تعلیم یہ ہے کہ کائنات کا کوئی ذرہ اللہ کی ربوبیت سے باہر نہیں۔ لفظ رب کا مفہوم بہت وسیع ہے: پیدا کرنے والا، پالنے پوسنے والا، ہر چیز کی ضرورت پوری کرنے والا اور تدریجاً اسے کمال تک پہنچانے والا۔ جب بندہ الحمد للہ رب العالمین کہتا ہے تو وہ اس حقیقت کا اقرار کرتا ہے کہ ہر قسم کی تعریف کا اصل حقدار صرف اللہ ہے، کیونکہ نعمت جہاں سے بھی ملے، اس کا اصل سرچشمہ اسی کی ذات ہے۔ الرحمن اور الرحیم کی صفات بتاتی ہیں کہ اللہ کی رحمت ہر چیز پر محیط ہے؛ الرحمن سے مراد وہ ذات ہے

جس کی رحمت بہت وسیع اور عام ہے جو مومن و کافر سب کو دنیا میں ملتی ہے، اور الرحیم سے مراد اس کی خصوصی رحمت ہے جو آخرت میں اہل ایمان کے حصے میں آئے گی۔ مالک یوم الدین کی آیت انسان کو جوابدہی کا احساس دلاتی ہے۔ دنیا کی زندگی عارضی ہے، ایک دن ہر عمل کا حساب ہو گا اور جزا و سزا کا فیصلہ صرف اللہ کے اختیار میں ہو گا۔ یہ عقیدہ انسان کو ظلم، دھوکے اور گناہ سے روکتا ہے اور نیکی پر آمادہ کرتا ہے، کیونکہ اسے یقین ہوتا ہے کہ کوئی عمل ضائع نہیں جائے گا اور کوئی ظلم بے حساب نہیں رہے گا۔

دوسری بڑی تعلیم عبادت اور استعانت کا انحصار صرف اللہ پر ہے۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین میں ضمیر کو پہلے لانا حصر کا مفہوم پیدا کرتا ہے، یعنی عبادت بھی صرف تیری اور مدد بھی صرف تجھ سے۔ اس آیت نے شرک کی ہر راہ بند کر دی: نہ کسی قبر، نہ کسی شخصیت اور نہ کسی وسیلے کو اللہ کے برابر سمجھا جائے گا۔ البتہ دنیاوی اسباب اختیار کرنا اس کے منافی نہیں، کیونکہ اسباب بھی اللہ ہی کے پیدا کردہ ہیں؛ اصل اعتقاد یہ ہونا چاہیے کہ اثر پیدا کرنے والا حقیقی طور پر اللہ ہے۔ بندہ جب یہ عہد کرتا ہے تو گویا وہ اپنی پوری زندگی اللہ کی اطاعت کے لیے وقف کرنے کا اعلان کرتا ہے، کیونکہ عبادت کا مفہوم صرف نماز روزہ نہیں بلکہ اللہ کے حکم کے مطابق زندگی گزارنا ہے۔ اس عہد کے بعد ہی مدد کی درخواست پیش کی گئی ہے، جس سے یہ سبق ملتا ہے کہ انسان پہلے اپنا فرض ادا کرنے کا پختہ ارادہ کرے، پھر اللہ کی مدد کا طلبگار ہو۔

تعلیمات کا جامع خلاصہ: ہدایت کی دعا اور نمونے

تیسری اور مرکزی تعلیم ہدایت کی دعا ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم میں بندہ اپنے رب سے وہ چیز مانگتا ہے جو اس کی سب سے بڑی ضرورت ہے، یعنی سیدھا راستہ۔ صراط مستقیم سے مراد اسلام کا وہ متوازن راستہ ہے جو افراط و تفریط سے پاک ہے اور جس پر چل کر انسان دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل کرتا ہے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ نماز پڑھنے والا پہلے سے ہدایت پر ہوتا ہے، پھر بھی ہر رکعت میں یہ دعا دہراتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہدایت کے کئی درجے ہیں: ہدایت پر ثابت قدم رہنا، ہدایت میں اضافہ ہونا اور زندگی کے ہر نئے موڑ پر درست فیصلے کی توفیق ملنا۔ یہ دعا جمع کے صیغے میں ہے، یعنی ہم مانگتے ہیں، میں نہیں۔ اس سے اجتماعیت، اخوت اور پوری امت کی خیر خواہی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور انسان خود غرضی سے نکل کر سب کی بھلائی کا خواہاں بن جاتا ہے۔

چوتھی تعلیم یہ ہے کہ ہدایت کے لیے نمونہ اور مثال ضروری ہے۔ صراط الذین انعمت علیہم میں انعام یافتہ لوگوں کا راستہ مانگا گیا ہے، جن کی وضاحت سورہ نساء میں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی صورت میں کی گئی ہے۔ اس کے بالمقابل دو گمراہ گروہوں کے راستے سے پناہ مانگی گئی ہے: المغضوب علیہم یعنی وہ لوگ جو علم کے باوجود حق کو نہ مانیں اور اس کی مخالفت کریں، جن کی سب سے نمایاں مثال روایات میں یہود کی بیان کی گئی ہے جن کے پاس علم تھا مگر عمل اور قبولیت نہیں تھی؛ اور الضالین یعنی وہ لوگ جو جہالت اور غلط فہمی کی بنا پر راہ سے بھٹک گئے، جن کی مثال نصاریٰ کی دی جاتی ہے جنہوں نے محبت و عقیدت میں غلو کیا مگر علم کی روشنی حاصل نہ کی۔ اس تقسیم سے یہ اصول حاصل ہوتا ہے کہ کامیابی کے لیے علم اور عمل دونوں لازم ہیں؛ صرف علم بے عمل غضب کا سبب بن سکتا ہے اور صرف جذبہ بے علم گمراہی کا۔ اسی لیے مسلمان کی دعا یہ ہے کہ اسے علم، عمل اور اخلاص تینوں کی دولت نصیب ہو۔

سورہ فاتحہ کی حیثیت اور عملی اثرات

سورہ فاتحہ کو پورے قرآن کا خلاصہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ قرآن کے تین بڑے مضامین یعنی توحید و صفات الٰہی، عبادت و احکام، اور قصص و انجام کا ذکر اس میں اجمالاً موجود ہے۔ پہلی آیات میں توحید اور آخرت، درمیانی آیت میں عبادت کا عہد، اور آخری آیات میں پچھلی امتوں کی تاریخ سے عبرت کا اشارہ پایا جاتا ہے۔ عملی زندگی میں اس سورت کی تعلیمات انسان کے اندر شکر گزاری، عاجزی، ذمہ داری اور امید جیسے اوصاف پیدا کرتی ہیں۔ جو شخص دن میں بار بار یہ کہتا ہے کہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، اس کے دل میں تکبر کی جگہ نہیں رہتی۔ جو مالک یوم الدین کو یاد رکھتا ہے، وہ دوسروں کے حقوق غصب نہیں کرتا۔ جو صرف اللہ سے مدد مانگنے کا عادی ہو جاتا ہے، وہ مخلوق کے سامنے ذلیل نہیں ہوتا۔ اور جو ہر رکعت میں ہدایت مانگتا ہے، وہ اپنی اصلاح کی فکر میں ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس سورت کو نماز کی روح قرار دیا گیا اور حدیث میں آیا ہے کہ جس نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی، کیونکہ مناجات کا اصل دروازہ ہی یہی سورت ہے۔

نتیجہ

خلاصہ یہ ہے کہ سورہ فاتحہ محض نماز میں پڑھی جانے والی چند آیات نہیں بلکہ ایک مکمل دستور حیات ہے۔ اس میں اللہ کی وحدانیت، اس کی رحمت و ربوبیت، قیامت کی جوابدہی، عبادت و استعانت کا خالص تصور، ہدایت کی اہمیت اور بک نمونوں کی پیروی جیسی بنیادی تعلیمات جامع انداز میں بیان ہو گئی ہیں۔ بندہ اس سورت میں پہلے اپنے رب کی عظمت کا اعتراف کرتا ہے، پھر اس کی بندگی کا عہد کرتا ہے اور آخر میں اپنی سب سے بڑی حاجت یعنی ہدایت کی دعا کرتا ہے۔ جو مسلمان اس سورت کو سمجھ کر پڑھے گا، اس کی نماز محض ایک رسم نہیں رہے گی بلکہ اللہ سے زندہ مکالمہ بن جائے گی، اور اس کی پوری زندگی صراط مستقیم کی عملی تصویر بننے کی کوشش میں گزرے گی۔

سوال نمبر2: سورہ بقرہ کے دوسرے رکوع کا سلیس ترجمہ اور منافقین کی عادات کی وضاحت (20 نمبر)

سوال نمبر2: سورہ بقرہ کے دوسرے رکوع کا سلیس ترجمہ کریں اور اس رکوع میں منافقین کی جن عادات کو بیان کیا گیا ہے، ان کی وضاحت کریں۔ (20)

تعارف

سورہ بقرہ مدینہ منورہ میں نازل ہونے والی سب سے طویل سورت ہے۔ اس کے پہلے رکوع میں اہل ایمان اور کھلے کافروں کا ذکر ہوا، اور دوسرا رکوع یعنی آیات نمبر 8 تا 16 منافقین کے بارے میں ہے۔ منافق وہ شخص ہے جو زبان سے ایمان کا دعویٰ کرے مگر دل میں کفر اور دشمنی چھپائے رکھے۔ مدینہ میں جب اسلام کو غلبہ حاصل ہوا تو کچھ لوگ دنیاوی مفاد، خوف یا مسلمانوں کو دھوکا دینے کی نیت سے ظاہراً مسلمان ہو گئے، حالانکہ ان کے دل ایمان سے خالی تھے۔ قرآن نے ان کی اصل حقیقت کھول کر بیان کر دی کیونکہ یہ اندرونی دشمن کھلے دشمن سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے: وہ مسلمانوں کی صفوں میں رہ کر ان کے راز معلوم کرتا، ان میں پھوٹ ڈالتا اور موقع پا کر نقصان پہنچاتا ہے۔ اس رکوع میں ان کی نو آیات میں جامع تصویر کشی کی گئی ہے، ذیل میں پہلے ان کا سلیس ترجمہ پیش کیا جاتا ہے، پھر ان کی بیان کردہ عادات کی وضاحت کی جائے گی۔

سلیس ترجمہ

آیت نمبر 8: اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے، حالانکہ درحقیقت وہ ایمان والے نہیں ہیں۔ آیت نمبر 9: وہ اللہ کو اور ایمان والوں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں، حالانکہ وہ اپنے سوا کسی کو دھوکا نہیں دیتے، مگر انہیں اس کا شعور نہیں ہے۔ آیت نمبر 10: ان کے دلوں میں بیماری ہے، پس اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھا دی، اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔ آیت نمبر 11: اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ کرو تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو صرف اصلاح کرنے والے ہیں۔ آیت نمبر 12: خبردار! درحقیقت وہی فساد کرنے والے ہیں، لیکن انہیں شعور نہیں ہے۔ آیت نمبر 13: اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اسی طرح ایمان لاؤ جس طرح اور لوگ ایمان لائے ہیں تو وہ کہتے ہیں: کیا ہم اسی طرح ایمان لائیں جس طرح بے وقوف ایمان لائے ہیں؟ خبردار! درحقیقت وہ خود ہی بے وقوف ہیں، لیکن وہ جانتے نہیں ہیں۔ آیت نمبر 14: اور جب وہ ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم ایمان لائے، اور جب اپنے شیطانوں کے پاس تنہائی میں جاتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم تمہارے ساتھ ہیں، ہم تو صرف ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔ آیت نمبر 15: اللہ ان سے مذاق کا بدلہ لیتا ہے اور انہیں ڈھیل دیتا ہے کہ وہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔ آیت نمبر 16: یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی، پس نہ ان کی تجارت نے نفع دیا اور نہ ہی وہ ہدایت پانے والے ہوئے۔

منافقین کی عادات کی وضاحت

اس رکوع میں بیان کردہ پہلی عادت جھوٹا دعوائے ایمان اور دھوکا دہی ہے۔ منافق کی پوری زندگی اسی تضاد پر قائم ہوتی ہے کہ اس کی زبان دل کی ترجمان نہیں ہوتی۔ قرآن نے واضح کر دیا کہ ایسا شخص اللہ کو دھوکا نہیں دے سکتا، کیونکہ اللہ دلوں کے راز جانتا ہے؛ اصل میں وہ خود اپنے آپ کو دھوکے میں رکھتا ہے اور اپنی آخرت برباد کرتا ہے۔ دوسری عادت دل کی بیماری ہے۔ اس سے مراد شک، حسد، بغض اور حق سے نفرت جیسی روحانی بیماریاں ہیں۔ جس طرح جسمانی بیماری کا علاج نہ ہو تو وہ بڑھتی جاتی ہے، اسی طرح منافق جب اپنی روش پر اڑا رہتا ہے تو اس کی بیماری میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے اور آخرکار دل پر مہر لگ جاتی ہے۔ یہ اللہ کی سنت ہے کہ جو شخص جس راستے کو اصرار کے ساتھ اختیار کرتا ہے، اس کے لیے وہی راستہ آسان کر دیا جاتا ہے۔ اس لیے نفاق کا علاج سچی توبہ اور اخلاص کے سوا کچھ نہیں۔

تیسری عادت فساد کو اصلاح کا نام دینا ہے۔ منافق اپنے غلط کاموں کی تاویل پیش کرتا ہے: وہ کافروں سے دوستی کو حکمت، مسلمانوں میں اختلاف ڈالنے کو مصلحت اور دین کے احکام سے گریز کو روشن خیالی کہتا ہے۔ قرآن نے اس خود فریبی کو بے نقاب کرتے ہوئے فرمایا کہ فسادی درحقیقت یہی لوگ ہیں، مگر انہیں اپنی خرابی کا احساس تک نہیں ہوتا۔

چوتھی عادت اہل ایمان کو حقیر سمجھنا اور اپنے آپ کو عقل مند قرار دینا ہے۔ مدینہ کے منافق مخلص صحابہ کرام کو بے وقوف کہتے تھے کیونکہ ان کی نظر میں دنیا کا نفع نقصان ہی اصل معیار تھا؛ جو شخص آخرت کے لیے دنیا کی قربانی دے وہ انہیں نادان نظر آتا تھا۔ قرآن نے پلٹ کر جواب دیا کہ اصل بے وقوفی یہی ہے کہ انسان ابدی زندگی کو عارضی فائدے پر قربان کر دے اور پھر بھی خود کو دانش مند سمجھے۔

پانچویں اور سب سے نمایاں عادت دوغلا پن اور دورنگی ہے۔ منافق مسلمانوں کے سامنے ایمان کی بات کرتا ہے اور اپنے سرداروں اور شیطانی ساتھیوں کے سامنے جا کر مسلمانوں کے مذاق اڑانے کا اقرار کرتا ہے۔ اس دوعملی کی وجہ سے وہ نہ ادھر کا رہتا ہے نہ ادھر کا؛ اس کی زندگی ہمیشہ خوف، جھوٹ اور کردار کی گراوٹ میں گزرتی ہے۔ چھٹی عادت حق کا استہزا یعنی مذاق اڑانا ہے۔ جو شخص دین کی باتوں کو ہنسی مذاق کا نشانہ بنائے، قرآن کہتا ہے کہ اللہ اس کے اس عمل کی سزا اسے یوں دیتا ہے کہ اسے اس کی سرکشی میں بھٹکنے کے لیے چھوڑ دیا جاتا ہے، اور یہ مہلت اس کے حق میں نعمت نہیں بلکہ عذاب کی تمہید ہوتی ہے۔ ساتویں عادت یہ ہے کہ وہ ہدایت بیچ کر گمراہی خریدتا ہے۔ تجارت کی مثال دے کر بتایا گیا کہ اس سودے میں اسے سراسر خسارہ ہوا: ایمان جیسی قیمتی دولت دے کر اس نے شک و نفاق خریدا، دنیا کا عارضی مفاد بھی اسے سکون نہ دے سکا اور آخرت بھی ہاتھ سے گئی۔ یہ عادات آج بھی جس شخص یا گروہ میں پائی جائیں، اسے اپنے ایمان کا جائزہ لینا چاہیے، کیونکہ قرآن نے نفاق کی یہ نشانیاں ہر دور کے مسلمانوں کی عبرت کے لیے بیان کی ہیں۔

نتیجہ

نتیجہ یہ ہے کہ سورہ بقرہ کا دوسرا رکوع منافقین کی مکمل نفسیاتی اور اخلاقی تصویر پیش کرتا ہے: جھوٹا ایمان، دھوکا، دل کی بیماری، فساد کو اصلاح کہنا، اہل ایمان کی تحقیر، دوغلا پن، استہزا اور گمراہی کی تجارت۔ قرآن کا مقصد کسی مخصوص گروہ کی مذمت ہی نہیں بلکہ ہر مسلمان کو ان خصلتوں سے بچنے کی تلقین ہے، کیونکہ نفاق کی ابتدا چھوٹی چھوٹی عادتوں

ہی سے ہوتی ہے۔ سچا مسلمان وہ ہے جس کا ظاہر و باطن ایک ہو، جو ایمان میں مخلص ہو اور جس کی زبان و دل ایک ہی بات کہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نفاق کی ظاہری اور باطنی ہر صورت سے محفوظ رکھے اور اخلاص کی دولت عطا فرمائے۔

سوال نمبر 3: سورہ بقرہ کے رکوع نمبر پانچ کا ترجمہ اور اس کے مضامین کا خلاصہ (20 نمبر)

سوال نمبر3: سورہ بقرہ کے رکوع نمبر پانچ کا ترجمہ اور اس کے مضامین کا خلاصہ تحریر کریں۔(20)

تعارف

سورہ بقرہ کا پانچواں رکوع آیات نمبر 40 تا 46 پر مشتمل ہے۔ سورت کے آغاز میں انسانوں کے تین گروہوں یعنی مومنین، کافر اور منافق کا ذکر کرنے کے بعد اب خطاب بنی اسرائیل کی طرف مڑتا ہے، کیونکہ مدینہ کے یہود اس نئے پیغام کے سب سے بڑے مخاطب اور وارثان کتاب تھے۔ اس رکوع میں انہیں اللہ کی نعمتیں یاد دلائی گئی ہیں، ان سے کیے گئے عہد کی پاسداری کا مطالبہ کیا گیا ہے اور انہیں آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب کی تصدیق کی دعوت دی گئی ہے۔ ساتھ ہی نماز، زکاۃ اور صبر جیسے عملی احکام بھی بیان ہوئے ہیں، اس لیے یہ رکوع نئی امت کے لیے بھی ہدایت کا خزانہ ہے: اصول یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ کی نعمتوں کا شکر علمی تصدیق اور عملی اطاعت سے ادا ہوتا ہے، محض دعوے سے نہیں۔ ذیل میں پہلے سلیس ترجمہ اور پھر مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

سلیس ترجمہ

آیت نمبر40: اے بنی اسرائیل! میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم پر کی تھی، اور میرے عہد کو پورا کرو، میں تمہارے عہد کو پورا کروں گا، اور صرف مجھ ہی سے ڈرو۔

آیت نمبر41: اور اس کتاب پر ایمان لاؤ جو میں نے نازل کی ہے، جو اس کتاب کی تصدیق کرنے والی ہے جو تمہارے پاس ہے، اور تم ہی اس کے سب سے پہلے منکر نہ بن جاؤ، اور میری آیات کو معمولی قیمت کے بدلے نہ بیچو، اور صرف مجھ ہی سے تقویٰ اختیار کرو۔ آیت نمبر42: اور حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور حق کو نہ چھپاؤ حالانکہ تم جانتے ہو۔

آیت نمبر 43: اور نماز قائم کرو اور زکاۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو یعنی جماعت کے ساتھ نماز پڑھو۔ آیت نمبر 44: کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو، حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو؟ کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟ آیت نمبر 45: اور صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو، اور بے شک نماز بڑی بھاری ہے مگر عاجزی کرنے والوں پر نہیں۔ آیت نمبر 46: جو یہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں اور یہ کہ وہ اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

مضامین کا خلاصہ

اس رکوع کا پہلا مضمون نعمت کی یاد دہانی اور عہد کی وفاداری ہے۔ بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات، من و سلویٰ، انبیاء کی بعثت اور کتاب کی عطا جیسی عظیم نعمتوں کی طرف توجہ دلائی گئی۔ عہد سے مراد وہ پیمان ہے جو اللہ نے ان سے لیا تھا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں گے، آخری نبی کی تصدیق کریں گے اور شریعت پر عمل کریں گے۔ اللہ کا وعدہ ہے کہ جو اس کے عہد کو پورا کرے گا، اللہ اس سے کیے گئے وعدے یعنی دنیا و آخرت کی بھلائی کو پورا فرمائے گا۔ دوسرا مضمون قرآن کی تصدیق کی دعوت ہے۔ قرآن پچھلی کتابوں کا منکر نہیں بلکہ ان کی اصل تعلیمات کی تصدیق کرنے والا اور ان پر نگہبان ہے، اس لیے اہل کتاب کو سب سے پہلے ایمان لانا چاہیے تھا نہ کہ سب سے پہلے انکار کرنے والے بننا تھا۔ اللہ کی آیات کو معمولی قیمت پر بیچنے سے مراد دنیاوی مرتبے، قیادت اور مال کی خاطر حق کو چھپانا یا اس میں کمی بیشی کرنا ہے۔ تیسرا مضمون حق و باطل کی ملاوٹ کی ممانعت ہے۔ سب سے خطرناک گمراہی وہ ہوتی ہے جس میں حق کے ساتھ باطل ملا دیا جائے تاکہ لوگ اصل حقیقت کو پہچان نہ سکیں۔ علم رکھنے کے باوجود حق چھپانا دہرا جرم ہے، کیونکہ عالم کی ذمہ داری عام آدمی سے بڑھ کر ہوتی ہے۔

چوتھا مضمون عبادات کی عملی پابندی ہے۔ صرف بنی اسرائیل ہی کو نہیں بلکہ ہر اہل ایمان کو نماز قائم کرنے، زکاۃ دینے اور جماعت کے ساتھ جڑنے کا حکم دیا گیا ہے۔ نماز فرد کو اللہ سے جوڑتی ہے، زکاۃ مال کو پاک کر کے معاشرے کے کمزور طبقے کا حق ادا کرتی ہے، اور جماعت امت میں اتحاد و نظم پیدا کرتی ہے۔ پانچواں مضمون علم و عمل کی ہم آہنگی ہے۔ آیت نمبر 44 میں ان واعظوں اور علماء کو سخت تنبیہ کی گئی ہے جو دوسروں کو نیکی کی تلقین کرتے ہیں مگر خود اس پر عمل نہیں کرتے۔ ایسا وعظ نہ صرف بے اثر ہوتا ہے بلکہ دین کی بدنامی کا سبب بھی بنتا ہے۔ چھٹا اور آخری مضمون صبر و نماز سے مدد لینے کی تلقین ہے۔ زندگی کے مسائل، مخالفت اور آزمائشوں کا مقابلہ گھبراہٹ سے نہیں بلکہ صبر یعنی

ثابت قدمی اور نماز یعنی اللہ سے تعلق کے ذریعے ہوتا ہے۔ نماز بظاہر بھاری معلوم ہوتی ہے مگر جن کے دل میں اللہ کی عظمت اور آخرت کی ملاقات کا یقین ہوتا ہے، ان کے لیے یہی نماز آنکھوں کی ٹھنڈک بن جاتی ہے۔ خشوع و خضوع دراصل اسی یقین کا نتیجہ ہے کہ بندہ اپنے رب کے حضور پیش ہونے والا ہے۔

رکوع کا باہمی ربط اور اہل علم کے لیے سبق

اس رکوع کی آیات کے باہمی ربط پر غور کیا جائے تو ایک خوبصورت ترتیب نظر آتی ہے۔ سب سے پہلے عہد یاد دلایا گیا، کیونکہ ہر اصلاح کی بنیاد یہی شعور ہے کہ انسان اللہ سے بندھا ہوا ہے۔ پھر نئی وحی کی تصدیق کا حکم آیا، کیونکہ عہد کی وفاداری کا عملی تقاضا تازہ ہدایت کو قبول کرنا ہے۔ اس کے بعد حق چھپانے اور ملاوٹ کی ممانعت آئی، کیونکہ ہدایت قبول کرنے کی راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ یہی دو بیماریاں ہیں۔ پھر عبادات کا حکم اور بے عمل واعظ کی مذمت آئی تاکہ معلوم ہو کہ دعویٰ زبانی کافی نہیں، اور آخر میں صبر و نماز کا نسخہ دیا گیا تاکہ اس راستے کی مشکلات قابل برداشت ہو جائیں۔ اہل علم کے لیے اس رکوع میں خاص سبق یہ ہے کہ ان کا علم ان کے لیے حجت بھی ہے اور ذمہ داری بھی۔ جسے زیادہ علم ملا، اس سے اسی نسبت سے عمل اور سچائی کا مطالبہ بھی زیادہ ہو گا، اور یہی مضمون آگے سورہ بقرہ میں بار بار مختلف انداز میں دہرایا گیا ہے۔

نتیجہ

خلاصہ یہ ہے کہ پانچویں رکوع میں دعوت، عہد، علم، عبادت اور صبر جیسے اہم مضامین جمع ہو گئے ہیں۔ بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے پوری انسانیت کو یہ درس دیا گیا ہے کہ اللہ کی نعمتوں کا تقاضا شکر اور اطاعت ہے، کتاب الٰہی کی قدر یہ ہے کہ اس کی تصدیق کی جائے اور اس پر عمل کیا جائے، حق کو چھپانا یا اس میں ملاوٹ کرنا اہل علم کا سب سے بڑا جرم ہے، اور زندگی کی مشکلات میں کامیابی کا راستہ صبر و نماز ہے۔ نئی امت مسلمہ کے لیے یہ رکوع بنی اسرائیل کی تاریخ سے سبق لینے کی دعوت ہے کہ دعوے اور نسبت کے بجائے ایمان، عمل اور کردار کو معیار بنایا جائے۔

سوال نمبر 4: سورہ بقرہ کے رکوع نمبر 15 کی آیات کا سلیس ترجمہ اور تشریح (20 نمبر)

سوال نمبر 4: سورہ بقرہ کے رکوع نمبر 15 کی آیات کا سلیس ترجمہ اور تشریح تحریر کریں۔ (20)

تعارف

سورہ بقرہ کا پندرھواں رکوع آیات نمبر 113 تا 121 پر مشتمل ہے۔ اس رکوع کا مرکزی موضوع مذہبی تعصب کا رد اور حق کی اصل پہچان ہے۔ مدینہ میں یہود و نصاریٰ کے درمیان یہ بحث عام تھی کہ ہر گروہ خود کو نجات کا واحد حقدار سمجھتا تھا اور دوسرے کے بارے میں کہتا تھا کہ اس کے دین کی کوئی بنیاد نہیں۔ اسی ماحول میں یہ آیات نازل ہوئیں اور بتایا گیا کہ نجات کا معیار کسی گروہ کی نسبت یا دعویٰ نہیں بلکہ اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنا اور نیک عمل ہے۔ ساتھ ہی مساجد کی بے حرمتی کرنے والوں کی مذمت، اللہ کی ہمہ گیری، اس کے بیٹا ہونے کی تردید اور اہل کتاب کے انصاف پسند اہل علم کی تعریف بھی اس رکوع میں آئی ہے۔ ذیل میں آیات کا سلیس ترجمہ اور پھر ان کی تشریح پیش کی جاتی ہے تاکہ مضمون کی وحدت واضح ہو جائے۔

سلیس ترجمہ

آیت نمبر 113: اور یہود نے کہا کہ نصاریٰ کی کوئی بنیاد نہیں، اور نصاریٰ نے کہا کہ یہود کی کوئی بنیاد نہیں، حالانکہ وہ سب کتاب پڑھتے ہیں۔ اسی طرح ان لوگوں نے بھی جن کے پاس علم نہیں، ان جیسی بات کہی۔ پس اللہ قیامت کے دن ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا جس میں وہ اختلاف کرتے تھے۔ آیت نمبر 114: اور اس شخص سے بڑا ظالم کون ہو گا جو اللہ کی مساجد میں اس کے نام کا ذکر ہونے سے روکے اور انہیں ویران کرنے کی کوشش کرے؟ ایسے لوگوں کے لیے یہی مناسب تھا کہ وہ مساجد میں ڈرتے ہوئے داخل ہوتے۔ ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں بڑا عذاب ہے۔ آیت نمبر 115: اور مشرق و مغرب سب اللہ ہی کے ہیں، پس تم جس طرف بھی رخ کرو، وہیں اللہ کا رخ ہے۔ بے شک اللہ بڑی وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔ آیت نمبر 116: اور انہوں نے کہا کہ اللہ نے بیٹا بنا لیا ہے، حالانکہ وہ اس سے پاک ہے۔ بلکہ جو کچھ

آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے، سب اس کے فرمانبردار ہیں۔ آیت نمبر 117: وہ آسمانوں اور زمین کو بغیر نمونے کے پیدا کرنے والا ہے، اور جب وہ کسی کام کا فیصلہ کر لیتا ہے تو بس اسے فرما دیتا ہے: ہو جا، تو وہ ہو جاتا ہے۔

آیت نمبر 118: اور جن لوگوں کو علم نہیں انہوں نے کہا: اللہ ہم سے خود کیوں بات نہیں کرتا، یا ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں آتی؟ اسی طرح ان سے پہلے لوگ بھی ان جیسی بات کہہ چکے ہیں، ان کے دل ایک جیسے ہیں۔ بے شک ہم نے ان لوگوں کے لیے آیات کھول کر بیان کر دی ہیں جو یقین رکھتے ہیں۔ آیت نمبر 119: بے شک ہم نے آپ کو حق کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، اور آپ سے دوزخ والوں کے بارے میں باز پرس نہیں کی جائے گی۔ آیت نمبر 120: اور یہود و نصاریٰ آپ سے ہرگز راضی نہیں ہوں گے یہاں تک کہ آپ ان کی ملت کی پیروی کریں۔ کہہ دیجیے: بے شک اللہ کی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے۔ اور اگر آپ اس علم کے بعد جو آپ کے پاس آیا ہے، ان کی خواہشات کی پیروی کریں گے تو اللہ کے مقابلے میں آپ کا نہ کوئی حمایتی ہو گا نہ مددگار۔ آیت نمبر 121: جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے، وہ اسے اس طرح پڑھتے ہیں جیسا کہ اس کے پڑھنے کا حق ہے، وہی لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور جو اس کا انکار کرے تو وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

تشریح

تشریح کا پہلا نکتہ مذہبی تعصب کی حقیقت ہے۔ آیت نمبر 113 میں بتایا گیا کہ کتاب رکھنے والے گروہ جب ایک دوسرے کی مکمل نفی کرتے ہیں تو یہ دینداری نہیں بلکہ گروہی تعصب ہے۔ افسوس یہ ہے کہ بے علم لوگ بھی اسی ڈگر پر چل پڑتے ہیں۔ قرآن کا اصول یہ ہے کہ کسی گروہ کی نجات کا فیصلہ اس کے دعوے سے نہیں بلکہ اللہ کے ہاں اس کے ایمان و عمل سے ہو گا، اور اختلافی باتوں کا حتمی فیصلہ قیامت میں خود اللہ فرمائے گا، اس لیے دنیا میں ایک دوسرے کو جنت و جہنم کے سرٹیفکیٹ بانٹنا درست نہیں۔ دوسرا نکتہ مساجد کی حرمت ہے۔ اللہ کے گھروں میں ذکرِ الٰہی سے روکنا اور انہیں ویران کرنے کی کوشش کرنا سب سے بڑا ظلم قرار دیا گیا، کیونکہ اس سے پوری انسانیت کو ہدایت کے مرکز سے محروم کیا جاتا ہے۔ تاریخ میں اس کی مثالیں بیت المقدس اور مسجد حرام پر قبضے اور مومنوں کو عبادت سے روکنے کی صورت میں ملتی ہیں، اور یہ حکم ہر دور میں مساجد کی آبادکاری اور ان کے تقدس کی حفاظت کا درس دیتا ہے۔ تیسرا نکتہ آیت نمبر 115 میں اللہ کی وسعت کا بیان ہے۔ اس کا ایک مفہوم قبلے کی بحث کے پس منظر میں یہ ہے کہ اللہ

کسی ایک جہت میں محدود نہیں؛ نماز کی جہت اللہ نے مقرر فرمائی ہے تاکہ امت میں نظم پیدا ہو، ورنہ وہ ذات ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اور سفر میں یا کسی مجبوری میں نفل نماز کی جہت میں آسانی اسی اصول سے ثابت ہوتی ہے۔

چوتھا نکتہ توحید کی تنزیہ ہے۔ اللہ کے لیے بیٹا قرار دینا اس کی شان کے خلاف ہے، کیونکہ اولاد اسے چاہیے جو فانی ہو اور جسے نسل جاری رکھنے کی ضرورت ہو۔ اللہ ازلی و ابدی ہے، آسمان و زمین کی ہر چیز اس کی ملکیت اور اس کے حکم کی تابعدار ہے۔ اس کی قدرت کا حال یہ ہے کہ وہ بغیر کسی سابق نمونے کے عدم سے وجود بخشتا ہے اور اس کا کلمہ کن ہی اس کی مشیت کے نفاذ کے لیے کافی ہوتا ہے۔ پانچواں نکتہ نشانیوں کے مطالبے کا رد ہے۔ جاہل لوگ ہر دور میں کہتے رہے کہ اللہ خود ہم سے بات کیوں نہیں کرتا۔ قرآن کہتا ہے کہ اللہ کی آیات اور نشانیاں اتنی واضح ہیں کہ یقین کا ارادہ رکھنے والوں کے لیے کافی ہیں؛ مسئلہ ثبوت کی کمی کا نہیں، ضد اور ہٹ دھرمی کا ہوتا ہے۔ چھٹا نکتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری کی حد بندی اور حق پر استقامت ہے۔ آپ کا کام حق پہنچانا اور اس کے نتائج سے آگاہ کرنا ہے، کسی کو زبردستی ہدایت دینا نہیں۔ اہل کتاب کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے حق میں نرمی یا تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں، کیونکہ اصل ہدایت صرف اللہ کی وحی ہے۔ آخری آیت میں اہل کتاب خوشخبری کے مستحق قرار پائے جو کتاب کو حق تلاوت کے ساتھ پڑھتے ہیں، یعنی سمجھ کر، اس کی تعلیم کو مان کر، اور انہی میں سے عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جیسے لوگوں نے آخری نبی کی تصدیق کی۔ یوں رکوع کا اختتام اس امید پر ہوتا ہے کہ علم اگر تعصب سے پاک ہو تو وہی علم ایمان کی راہ دکھاتا ہے۔

نتیجہ

نتیجہ یہ ہے کہ رکوع نمبر 15 تعصب کے مقابلے میں حق پرستی، مساجد کی حرمت، اللہ کی بے نیازی و قدرت اور وحی کی پیروی کا جامع درس دیتا ہے۔ اس رکوع نے واضح کر دیا کہ نجات کا دار و مدار گروہی نسبتوں پر نہیں بلکہ اللہ کی ہدایت کو قبول کرنے اور اس پر ثابت قدم رہنے پر ہے۔ مسلمان کے لیے اس میں یہ سبق ہے کہ وہ اپنے دین پر بغیر کسی احساس کمتری کے قائم رہے، مساجد کو آباد رکھے، مخالفین کے ساتھ بھی انصاف کا معیار برقرار رکھے اور علم کو تعصب کے بجائے ہدایت کا ذریعہ بنائے۔

سوال نمبر 5: سورہ بقرہ کے رکوع نمبر 19 کا ترجمہ و تشریح (20 نمبر)

سوال نمبر 5: سورہ بقرہ کے رکوع نمبر 19 کا ترجمہ و تشریح تحریر کریں۔ (20)

تعارف

سورہ بقرہ کا انیسواں رکوع آیات نمبر 153 تا 163 پر مشتمل ہے۔ پچھلے رکوع میں قبلے کی تبدیلی اور امت وسط کے منصب کا ذکر ہوا، اب اس نئی امت کو اس کی ذمہ داریوں کے لیے تیار کیا جا رہا ہے۔ رکوع کا آغاز صبر و نماز سے مدد لینے کے حکم سے ہوتا ہے، پھر اللہ کی راہ میں جان دینے والوں کا مقام، آزمائشوں کی حقیقت، صفا و مروہ کی سعی اور حق چھپانے والوں کی وعید بیان ہوتی ہے، اور اختتام توحید کی عظیم آیت پر ہوتا ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی اللہ ہے۔ گویا اس رکوع میں صبر، قربانی، شعائر کی تعظیم، علم کی امانت اور توحید جیسے بنیادی مضامین ایک لڑی میں پرو دیے گئے ہیں۔ ذیل میں پہلے سلیس ترجمہ اور پھر تشریح پیش کی جاتی ہے۔

سلیس ترجمہ

آیت نمبر 153: اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ آیت نمبر 154: اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے جائیں انہیں مردہ نہ کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔ آیت نمبر 155: اور ہم ضرور تمہیں آزمائیں گے کچھ خوف، بھوک، اور مال و جان اور پھلوں کی کمی سے، اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجیے۔ آیت نمبر 156: جنہیں جب کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں: بے شک ہم اللہ ہی کے ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ آیت نمبر 157: یہی لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے نوازشیں اور رحمت ہے، اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ آیت نمبر 158: بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، پس جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ ان دونوں کا طواف کرے، اور جو کوئی شوق سے نیکی کرے تو بے شک اللہ قدر دان ہے، سب کچھ جاننے والا ہے۔

آیت نمبر159: بے شک جو لوگ ہماری نازل کی ہوئی کھلی آیات اور ہدایت کو چھپاتے ہیں، اس کے بعد کہ ہم نے اسے کتاب میں لوگوں کے لیے واضح کر دیا ہے، انہی لوگوں پر اللہ لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے بھی ان پر لعنت کرتے ہیں۔ آیت نمبر160: البتہ جن لوگوں نے توبہ کر لی اور اصلاح کر لی اور اسے بیان کر دیا تو میں ان کی توبہ قبول کرتا ہوں، اور میں ہی بہت توبہ قبول کرنے والا رحم فرمانے والا ہوں۔ آیت نمبر161: بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور اسی حال میں مر گئے کہ وہ کافر تھے، انہی پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ آیت نمبر162: وہ ہمیشہ اسی لعنت میں رہیں گے، نہ ان سے عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی۔ آیت نمبر163: اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بڑا مہربان، نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

تشریح

پہلی تشریحی بات صبر و نماز کی اہمیت ہے۔ اللہ کے ساتھ ہونے کا وعدہ صبر کرنے والوں سے ہے، کیونکہ امت مسلمہ کو دعوت، وحی اور مخالفت کے جس طویل سفر سے گزرنا تھا، اس کا زادِ راہ یہی دو چیزیں ہیں۔ صبر کا مطلب مشکلات میں حق پر جمے رہنا ہے: اطاعت پر صبر، گناہ سے بچنے پر صبر اور مصیبت پر صبر۔ دوسری بات شہداء کی حیات ہے۔ اللہ کی راہ میں جان دینے والوں کو مردہ کہنے سے منع فرمایا گیا، کیونکہ برزخی زندگی میں وہ اپنے رب کے ہاں زندہ اور رزق پانے والے ہیں، اگرچہ ہم اس زندگی کی کیفیت کا شعور نہیں رکھتے۔ یہ آیت امت میں قربانی کے جذبے کو زندہ رکھتی ہے کہ حق کے لیے دی گئی جان ضائع نہیں جاتی۔ تیسری بات آزمائش کی سنت ہے۔ خوف، بھوک اور مال و جان کی کمی کو آزمائش قرار دے کر مومن کو ذہنی طور پر تیار کیا گیا ہے کہ دنیا امتحان گاہ ہے۔ کامیاب وہ ہے جو مصیبت میں انا للہ وانا الیہ راجعون کہہ کر خود کو اللہ کی ملکیت تسلیم کرے اور اس کی رضا پر راضی رہے؛ ایسے ہی لوگوں پر اللہ کی رحمتیں اور ہدایت کی بشارت ہے۔ کلمہ استرجاع محض الفاظ نہیں بلکہ ایک مکمل عقیدہ ہے جو انسان کو مایوسی سے بچاتا ہے۔

چوتھی بات شعائر اللہ کی تعظیم ہے۔ زمانہ جاہلیت میں صفا و مروہ پر رکھے بتوں کی وجہ سے مسلمانوں کو وہاں سعی کرنے میں تردد ہوا تو آیت نے واضح کیا کہ یہ دونوں پہاڑیاں اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں اور ان کی سعی حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی یادگار اور حج و عمرے کا حصہ ہے، پس اس میں کوئی گناہ نہیں۔ اس سے اصول ملا کہ نیکی کی جگہ کو برے لوگوں کے عارضی استعمال کی وجہ سے نہیں چھوڑا جاتا۔ پانچویں بات حق چھپانے کی وعید ہے۔ تورات میں آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات واضح بیان ہونے کے باوجود جن اہل علم

نے انہیں چھپایا، ان پر اللہ اور فرشتوں اور انسانوں کی لعنت بیان ہوئی۔ یہ حکم ہر دور کے اہل علم کے لیے تنبیہ ہے کہ علم امانت ہے، اور دین کی کسی بات کو دنیا کے لالچ یا خوف سے چھپانا سخت جرم ہے۔ ساتھ ہی توبہ کا دروازہ بھی کھلا رکھا گیا، مگر اس کی شرط یہ رکھی گئی کہ جو حق چھپایا تھا اسے اب کھول کر بیان کیا جائے اور اپنے عمل کی اصلاح کی جائے۔ آخری آیت پورے رکوع کی روح ہے: الٰہ ایک ہے۔ صبر ہو یا قربانی، سعی ہو یا علم کی تبلیغ، سب کا مرکز و محور یہی توحید ہے۔ اللہ کی رحمانیت و رحیمیت کا ذکر بتا رہا ہے کہ یہ وحدانیت خوف کے ساتھ امید بھی پیدا کرتی ہے۔

نتیجہ

خلاصہ یہ ہے کہ رکوع نمبر 19 امت مسلمہ کی تربیت کا اہم باب ہے۔ اس نے سکھایا کہ مشکلات کا مقابلہ صبر اور نماز سے ہوتا ہے، شہداء فنا نہیں ہوتے، آزمائش ایمان کی علامت ہے، شعائر کی تعظیم دین کا حصہ ہے، حق چھپانا لعنت کا سبب ہے اور ان سب کی بنیاد توحید ہے۔ جو مسلمان ان تعلیمات کو اپنائے گا، اس کی زندگی میں ثابت قدمی، توکل اور مقصدیت پیدا ہو جائے گی اور وہ دنیا کی ہر آزمائش کو آخرت کی کامیابی کا زینہ بنا لے گا۔

USMAN NOTES www.usmannotes.com